کتاب الصوم

فضائل و احکام رمضان المبارک

(حصہ اوّل)

روزہ کے مسائل

مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی

شائع کردہ:
مرحبا اکیڈمی

سلسلۂ اشاعت نمبر 80

یا اللہ مدد — اصل کلمہ اسلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — جو چاہا یار

کتاب الصوم

فضائل و احکام رمضان المبارک

(حصہ اوّل)

روزہ کے مسائل

مرتبہ

حافظ عبد الوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 80

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: فضائل واحکامِ رمضان المبارک (حصہ اوّل)

سلسلہ اشاعت: 80 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 40

قیمت: 100 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ چکوال

طباعت: 22 ذی الحجہ 1419ھ مطابق 9 اپریل 1999ء بروز جمعۃ المبارک

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو — تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

حصہ اوّل 5

کِتابُ الصّیام 5
ماہ رمضان المبارک کے فضائل 5
حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد.......... 5
حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان 5
ماہ رمضان المبارک کے فضائل 6
مسئلہ۔ کیفیت روزہ۔روزہ کے احکام وحدود.... 6
احکام القرآن.............................. 9
خیرات کا ثواب............................ 12
احکام القرآن............................. 13
روزے اور ان کے فضائل.................. 13
رمضان کی فضیلت........................ 14
احکام القرآن............................. 15
قرآن مجید کی خصوصیات 16
روزہ رکھنے کا حکم 16
اللہ آسانی چاہتا ہے۔ مریض کو رعایت...... 17
مسافر کو رعایت........................... 17
دُعاء 22
مسئلہ اَجَابَۃَ الدُّعَآءِ (دعا کا قبول ہونا) 22
دعا کی دو شرطیں.......................... 24
روزوں کی راتوں میں ازدواجی تعلقات 28
روزہ کے اوقات افطار وسحر................ 31
صبح صادق تک سحری کا وقت رہتا ہے 32
اعتکاف کے احکامات...................... 34
حدود اللہ................................. 35
عورت گھر میں اعتکاف کرے............. 35
عورت کہاں اعتکاف کرے................ 36
مرد مسجد میں اعتکاف کرے.............. 36
اعتکاف کے مسائل....................... 37
اعتکاف کی تین قسمیں.................... 37
اعتکاف میں جو باتیں جائز ہیں............. 38
صفات مومن............................ 39

☆☆☆☆

خادم اہلسنت عبدالوحید

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی [شوریٰ پ ۲۵]

فرما دیجیے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، مگر رشتہ داروں میں محبت چاہیے۔

شجرۂ مودّت

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

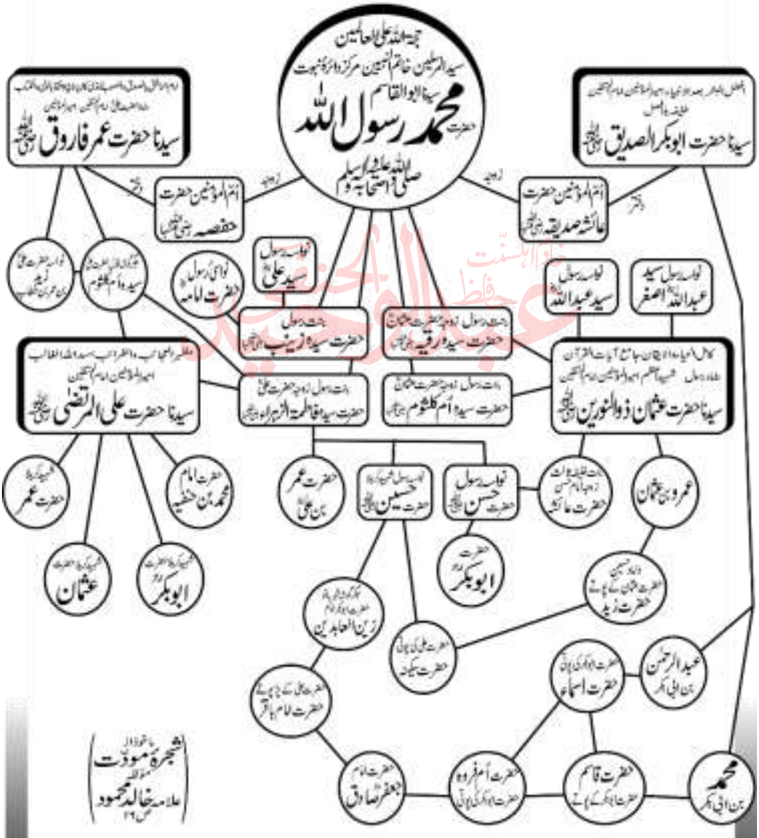

حصہ اوّل

کِتابُ الصّیام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ
وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ماہ رمضان المبارک کے فضائل

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

جب حق تعالیٰ تم سے اے ایمان والو! کے لفظ سے خطاب فرمائے تو ہمہ تن متوجہ ہو کر، کان لگا کر سنو۔

کیوں کہ اس خطاب کے بعد یا تو کسی چیز کے کرنے کا حکم صادر ہو گا یا کسی چیز کے کرنے سے روکا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اس پیارے خطاب کی لذت سے عبادت کی تکلیف و مشقت جاتی رہتی ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا میں یا حرف ندا ہے۔ یَا سے خطاب اہل دانش سے کیا جاتا ہے اور لفظ اَیُّ سے معیّن منادٰی مراد ہے۔ اور لفظ ھَا منادٰی کی تنبیہ کے لیے لایا گیا ہے۔ اور لفظ اَلَّذِیْنَ سابق تعارف و

پرانی صحبت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور لفظ آمَنُوا اس معیّن راز کی طرف اشارہ ہے۔ جو پکارنے والے اور پکارے جانے والے کے درمیان ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے وہ ایمان والو جو اپنے پُرخلوص راز کے ساتھ اپنے دل و دماغ سے میرے ہو۔ تم پر روزے فرض اور واجب کردیے گئے ہیں۔[1]

ماہ رمضان المبارک کے فضائل

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	كُتِبَ	عَلَيْكُمُ	الصِّيَامُ
اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو	فرض کیے گئے	اوپر تمہارے	روزے

كَمَا	كُتِبَ	عَلَى الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ
جیسا کہ	فرض کیے گئے تھے	اوپر ان لوگوں کے جو	تم سے پہلے تھے

لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾[2]
تا کہ تم	پرہیز گار بن جاؤ

مسئلہ۔ کیفیت روزہ۔ روزہ کے احکام وحدود

(۱) یہ دو آیتیں روزے کی فرضیت، بیمار، مسافر اور شیخ فانی کے روزے کے احکام بیان کرتی ہیں۔

---

[1] غنیۃ الطالبین حصہ دوم مجلس فضائل رمضان ص ۷۶۔ از شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

[2] پ ۲ رکوع ۷۔ سورۃ البقرہ

روزے فرض ہونا اللہ کے اس قول سے ثابت ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

مدارک کی تصریح کے مطابق صِيَام۔ صَامَ الرَّجُلُ کا مصدر ہے۔ معنیٰ روزہ رکھنا۔

یہ آیت فرضیت پر اس لیے دلالت کرتی ہے کہ خبر ہے اور شارع کی خبر امر و نہی سے زیادہ تاکیدی ہوتی ہے اور اس سے مراد رمضان کے روزے رکھنا ہے۔

(۲) صاحب ہدایہ کہتے ہیں:

واضح رہے کہ رمضان کے روزے رکھنا فرض ہے۔ بدلیل قولہ تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

اللہ کے قول۔ كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ میں تشبیہ صرف فرضیت روزہ میں ہے۔ یعنی تم سے پہلی امم کی شرائع بھی روزہ سے خالی نہ تھیں۔

روزہ صرف تمہارے لیے خاص نہیں۔ اور یہ بات ان کی تسلی خاطر کے لیے ہے۔ کیوں کہ روزہ عبادت بدنی ہے اور بھوک پیاس کی وجہ سے نفس پر بڑی شاق گزرتی ہے۔ تشبیہ ایام معینہ میں نہیں۔

کیوں کہ امم سابقہ پر غیر رمضان کے روزے فرض تھے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام پر ایام بیض کے روزے فرض تھے۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشورا کا روزہ فرض تھا۔

اور نہ ہی یہ تشبیہ کیفیت روزہ میں ہے۔ کیوں کہ حضرت مریم صدیقہ کا روزہ چپ (نہ بولنے) کا روزہ تھا۔ اور دوسروں کے روزے کا وقت عشاء سے شروع ہوتا تھا، صبح سے نہیں۔ وغیرہ۔[1]

اَیَّامًا	مَّعۡدُوۡدٰتٍ	فَمَنۡ کَانَ	مِنۡکُمۡ
چند دن	گنتی کے	پس جو ہو	تم میں سے

مَّرِیۡضًا	اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ	فَعِدَّۃٌ	مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ
بیمار	یا اوپر سفر	تو گنتی ہے	دن دوسرے

وَ عَلَی الَّذِیۡنَ	یُطِیۡقُوۡنَہٗ	فِدۡیَۃٌ
اور اوپر ان لوگوں کے	جو طاقت رکھتے ہیں اُس کی	بدلہ دینا

طَعَامُ	مِسۡکِیۡنٍ	فَمَنۡ	تَطَوَّعَ	خَیۡرًا
کھانا	ایک مسکین کا	پھر جو	خوشی سے کرلے	کوئی نیک کام

فَھُوَ	خَیۡرٌ لَّہٗ	وَ اَنۡ	تَصُوۡمُوۡا
تو وہ	بہتر ہے اس کے لیے	اور اگر	تم روزہ رکھو

خَیۡرٌ	لَّکُمۡ	اِنۡ	کُنۡتُمۡ	تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾
بہتر ہے	واسطے تمہارے	اگر	ہو تم	جانتے ہو

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید

---

[1] احکام القرآن ص ۹۰۔

احکام القرآن

(۳) اگر آپ اس مقام کی زیادہ وضاحت چاہتے ہوں تو پھر امام زاہد نے جو کہا ہے وہ سنیے، فرماتے ہیں:

پہلے سال صرف ایک روزہ یوم عاشورا کا فرض کیا گیا۔

پھر یہ منسوخ ہوا۔ اور اس کی جگہ ہر ماہ تین دن ایام بیض کے روزے فرض ہوئے۔

پھر ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

اور ایام بیض کے روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

لیکن رمضان کے روزوں میں اختیار تھا کہ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو ایک دن کھانا کھلائے۔

جس کی مقدار نصف صاع گندم ہے۔

كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالىٰ: وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ

یعنی جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے تو ایک مسکین کو کھانا دیں۔

پھر بتلایا گیا کہ روزہ رکھنا فدیہ سے بہتر ہے۔

كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالىٰ: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

اس کے بعد اختیار کا حکم بھی منسوخ ہو گیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور عشاء سے لے کر مغرب تک دن رات کا روزہ رکھنے کا حکم ہوا۔ آدمی غروب کے بعد افطار کرتا، کھانا کھاتا، پانی پیتا، بیوی سے متمتع ہوتا۔ یہ سب کچھ عشاء سے پہلے پہلے کر لیتا۔

عشاء کی نماز کے بعد تمام رات اور اگلا دن غروب آفتاب تک پھر یہ تمام چیزیں ممنوع ہوتیں۔

پھر رات کے روزے کا حکم اللہ کے اس قول سے منسوخ ہو گیا۔ **قَوْلُهٗ تَعَالٰی عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ۔**

اور روزے کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہمیشہ کے لیے مقرر ہوا۔

اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزۂ رمضان یک بارگی فرض نہیں ہوا، بلکہ بندوں کی آسانی کے پیش نظر درجہ بدرجہ فرض قرار دیا گیا۔ تاکہ وہ اس عبادت کے عادی ہو جائیں۔ ہذا کلامہ۔[1]

(ا) شیخ فانی کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ الخ

اس میں دو معنوں کا احتمال ہے۔ ایک یہ کہ یہاں معطوف یا شرط محذوف ہے۔

---

[1] احکام القرآن ص ۹۱۔ علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ۔ استاذ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

يُطِيقُوْنَهٗ مراد ہے کہ وہ لوگ جنہیں روزہ رکھنے کے لیے غیر معمولی طاقت لگانی پڑتی ہو اور روزہ کی مشقت برداشت کرنا ان کے لیے مشکل ہو۔ مثلاً بوڑھے لوگ، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں، ناتواں اور کمزور اشخاص وغیرہ۔ اس لفظ میں افعال کا ہمزہ سلب ماخذ کے لیے ہے۔

(۲) عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

یعنی ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے، ایک مسکین کا کھانا ہے۔

ابتدائے اسلام میں جب ان پر روزہ فرض ہوا تو اس کے عادی نہ تھے۔ انہیں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا۔ لیکن روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا فرض کیا گیا تھا۔

پھر حکم: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ سے یہ اختیار منسوخ ہو گیا۔ اس آیت کی رو سے جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور قصداً روزہ نہیں رکھتے تو ان پر قضاء و کفارہ ہے۔ فدیہ نہیں۔

مسئلہ جو شخص بہت بوڑھا ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اب صحت کی توقع نہیں، ایسے لوگوں کے لیے یہ حکم اب بھی ہے کہ فی روزہ یا تو ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں یا خشک جنس (گندم یا آٹا) ۸۰ تولہ (یعنی

پونے دو کلو) یا اس کی قیمت ایک مسکین کو دے دیا کریں۔[1]

قولہ تعالیٰ: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔......

ان لوگوں کو خطاب ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں کہ تمہارا روزہ رکھنا، فدیہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔[2]

(ا) فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

یعنی جو مقدار واجب سے زیادہ اپنی خوشی سے دے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے یعنی باعثِ فضیلت ہے۔ واجب نہیں۔

خیرات کا ثواب

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ
مثال ان لوگوں کی	جو خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	كَمَثَلِ حَبَّةٍ	اَنْۢبَتَتْ	سَبْعَ سَنَابِلَ
اللہ کے راستے میں	مانند اس دانہ کے ہے	جو اگائے	سات بالیں

فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ	مِّائَةُ حَبَّةٍ	وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ
ہر بال میں	سو دانے ہوں	اور اللہ دو گنا کرتا ہے

1 تفسیر بیان القرآن۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۸۴۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

2 تلخیص احکام القرآن جلد اوّل ص ۱۹۵۔ از علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

عبد المجید

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦١﴾	لِمَنْ يَّشَآءُ
اور اللہ وسعت والا، جاننے والا ہے۔	جس کے لیے چاہتا ہے

احکام القرآن

روزے اور ان کے فضائل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَلصَّوْمُ لِيْ، وَ اَنَا اُجْزِيْ بِهٖ، يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَ اَكْلَهٗ وَ شُرْبَهٗ مِنْ اَجْلِيْ، وَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ، وَ فَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ وہ اپنی خواہشات اور کھانا پینا میرے لیے چھوڑتا ہے اور وہ روزہ ڈھال ہے۔ اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے۔ اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رَب سے ملے گا۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ جل شانہٗ کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

---

[1] بخاری شریف فی کتاب التوحید ج۹ ص ۱۴۳۔

رمضان کی فضیلت

شَهْرُ	رَمَضَانَ	الَّذِیْٓ	اُنْزِلَ فِیْهِ	الْقُرْاٰنُ	هُدًی
مہینہ	رمضان	جس میں	نازل کیا گیا	قرآن	ہدایت ہے

لِّلنَّاسِ	وَبَیِّنٰتٍ	مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ
واسطے لوگوں کے	اور واضح دلیلیں ہیں	ہدایت کی اور حق و باطل کے امتیاز کی

فَمَنْ	شَهِدَ	مِنْكُمُ	الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ
پس جو	پائے	تم میں سے	یہ مہینہ پس چاہیے کہ روزہ رکھے

وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا	اَوْ عَلٰی سَفَرٍ	فَعِدَّةٌ
اور جو ہو بیمار	یا اوپر سفر کے	پس گنتی ہے

مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ	یُرِیْدُ اللّٰهُ	بِكُمُ الْیُسْرَ
دوسرے دنوں میں	چاہتا ہے اللہ	تمہارے ساتھ آسانی کرنا

وَلَا	یُرِیْدُ	بِكُمُ	الْعُسْرَ ز	وَلِتُكْمِلُوا
اور نہیں	چاہتا	تمہارے	دشواری	اور تاکہ پورا کرو تم

الْعِدَّةَ	وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ	عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ
گنتی	تاکہ بڑائی بیان کرو تم اللہ کی	اس بنا پر کہ اس نے تم کو ہدایت دی

عبدالوحید

وَلَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ﴿۱۸۵﴾
اور تا کہ تم	شکر کرو۔

احکام القرآن

(۱)شَهْرُ رَمَضَانَ عام قرأت میں مرفوع ہے۔ مبتداء ہے اور اس کی خبر الَّذِیْ ہے۔

یا شَهْرُ رَمَضَانَ خبر ہے اور اس کا مبتداء تِلْكَ الْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَةِ محذوف ہے۔ اور الَّذِیْ اس کی صفت ہے۔

(۲)اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صوم و افطار کا اعتبار چاند نظر آنے پر ہو گا۔ اور اسی پر مہینہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ خواہ انیتس دن کا ہو یا پورے تیس دن کا۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰت کا اشارہ بھی اسی طرف ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱)الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مہینہ جس کے بارے میں قرآن نازل ہوا اور وہ آیت مذکورہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ہے۔

یا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ یعنی نزول قرآن کی ابتداء ہوئی۔

یا لوح محفوظ سے پورا قرآن کریم نچلے آسمان پر اترا اور پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا ایک ایک آیت، ایک ایک سورت، بحسب ضرورت اترتا رہا۔

اس آیت سے یہ واضح دلیل ملتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔ کیوں کہ اس آیت کا مفہوم ہے کہ قرآن پاک رمضان میں اُترا۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔ ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا۔

قرآن مجید کی خصوصیات

روزہ رکھنے کا حکم

(۱) پہلے جو حکم تھا۔ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔ اگر تم روزہ رکھو تو بہتر ہے واسطے تمہارے۔

فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ

پس جو پائے تم میں سے مہینہ رمضان، پس چاہیے کہ روزہ رکھے۔

اس حکم سے سابقہ حکم منسوخ ہے۔

(۲) فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ

صاحب تفسیر مدارک لکھتے ہیں کہ جو کوئی اس مہینہ میں شاہد یعنی حاضر و مقیم ہو، مریض اور مسافر نہ ہو تو وہ اس کے روزے رکھے۔ افطار نہ کرے۔[1]

---

[1] احکام القرآن۔ تفسیرات احمدیہ ص ۹۶۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اللہ آسانی چاہتا ہے۔ مریض کو رعایت

(۱) مریض و مسافر کے روزے کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

اگر اس نے رمضان میں روزہ نہ رکھا تو اس کے روزے رمضان کے علاوہ اور دنوں سے گنے ہوئے ہوں گے۔

رمضان کے علاوہ سال کے تمام ایام کو محل قضاء قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس نص سے عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق نبی ﷺ کے قول سے خاص ہیں۔ ان دنوں میں روزہ قضا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کوئی روزہ رکھا جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: خبردار! ان دنوں میں روزہ نہ رکھو۔ یہ کھانے پینے اور میاں بیوی کے آپس میں اختلاط کے دن ہیں۔[1]

مسافر کو رعایت

(۲) مسافر سے مراد وہ مسافر ہے جو تین دن رات کے سفر کے ارادہ سے نکلے۔ درمیانی چال چلے اور اپنی بستی کے مکانوں سے نکل جائے۔

بعض نے اس کا اندازہ ۴۵ میل، بعض ۴۸ میل اور بعض نے ۵۴ میل لگایا ہے۔ قانون یہ ہے کہ سب سے بہتر اعتدال والا امر ہوا ہے۔

1 احکام القرآن۔ تفسیرات احمدیہ ص ۹۲۔ علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

لہٰذا ۴۸ میل کو ترجیح ہو گی (یعنی 77.5 کلو میٹر) شہاب الملۃ والدین نے اس کا تذکرہ اپنے بعض رسائل میں کیا ہے۔

(۳) مسافر کی رخصت کا سبب مسافت طے کرنے کی کثرتِ مشقت ہے لیکن رخصت کا حکم ہر ایک کے لیے ہے، خواہ مشقت کی علت پائی جائے یا نہ۔ یہاں تک کہ باغی اور ڈاکو کو بھی رخصت ہے۔ اگر وہ سفر میں عاصی ہیں اور نماز قصر کا حکم بھی یہی ہے۔[1]

(۱) وجوب صوم کا سبب جو کہ شہود شہر رمضان ہے۔ مریض و مسافر کے حق میں بھی موجود ہے۔ مگر حکم جو کہ وجود اداء ان ہر دو سے مترافی ہے۔

اس لیے شیخ امام فخر الاسلام بزدوی نے واجب بالامر کی بحث میں لکھا ہے کہ قضاء بھی اسی سبب سے واجب ہوتی ہے جس سبب سے اداء واجب ہوتی ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش کیا ہے ۔فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَؕ۔

ہمارے نزدیک بھی اصح یہی ہے کہ اداء قضا ہر دو کا سبب وجوب ایک ہی ہوتا ہے۔ کیوں کہ وجوب صوم کا سبب شہودِ شہر مریض و مسافر کے حق میں بھی موجود ہے۔ لیکن حکم یعنی وجوب اداء صحت و اقامت تک ان سے مترافی ہے۔ اس لیے ان دونوں پر قضاء اسی سبب سے

[1] احکام القرآن۔ تفسیرات احمدیہ ص ۹۳۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

واجب ہوتی ہے۔[1]

(۱) قول باری تعالیٰ یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں افطار کی رخصت دیتے ہیں۔ اور تم پر روزہ واجب کر کے تمہیں عسرت میں مبتلا کرنا نہیں چاہتے۔

یہ آیت اس شخص کے خلاف حجت ہے جو مریض و مسافر پر افطار کو واجب ٹھہرائے اور یہ کہے اگر وہ دونوں روزہ رکھ بھی لیں تب بھی صحت و اقامت میں ان پر اعادہ لازم ہے۔ صاحب مدارک نے اسے صراحۃً بیان کیا ہے۔

ہمارے نزدیک عزیمت اُولیٰ ہے۔ عزیمت تو روزہ ہی ہے کیوں کہ جیسا کہ ابھی گزرا وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ۔ تمہارے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے۔

(۲) نیز افطار میں آسانی کا مطلب صرف دفع مشقت ہے۔ اور روزہ عزیمت ہوتے ہوئے بھی رخصت کے معنیٰ دیتا ہے کہ روزہ رکھنے میں کامل آسانی ہے۔ اور وہ آسان رمضان میں مسلمان بھائیوں کی موافقت ہے۔

کیوں کہ غیر رمضان میں اکیلے روزہ رکھنا رمضان میں مسلمانوں کے

---

[1] احکام القرآن ۹۷۔ علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

ساتھ حالت سفر میں روزہ رکھنے سے نفس پر زیادہ شاق ہے۔ لہٰذا دونوں طرح روزہ رکھنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

(۳) مریض کے بارے میں بھی یہی بات مدِ نظر رہے گی۔ کیوں کہ اللہ کی مراد اگر حقیقی آسانی ہے تو خوف تلف کی شرط لگانا ٹھیک نہیں، کیوں کہ یہ میسّر نہیں۔ نیز ہر مریض کے لیے رخصتِ افطار لازم کرنا بھی آسانی نہیں۔ کیوں کہ قدرت کے باوجود مسلمانوں کی موافقت نہ کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے۔[1]

روزہ کے دوسرے مقاصد

(۱) قولہٖ تعالیٰ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ الخ

اپنے دونوں معطوفوں سمیت اَلْیُسّر پر معطوف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تم ایک چاند سے دوسرے چاند تک رمضان کے روزے پورے کرو۔

یہ معنیٰ خطاب عام کی صورت میں ہے۔ اور اگر خطاب صرف مریض و مسافر کو ہو تو معنیٰ یہ ہوں گے۔ رمضان کی قضاء کی گنتی پوری کرو۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اس کی بڑائی اور عظمت بیان کرو۔ جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ اور یہ کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو۔

1 تفسیرات احمدیہ احکام القرآن ص ۹۹۔ علامہ جیون رحمہ اللہ

بیضاوی میں ہے کہ تکبیر سے مراد حمد و ثناء کے ذریعہ اللہ کی تعظیم کرنا ہے۔یا یوم الفطر کی تکبیر مراد ہے۔یا چاند دیکھ کر اللہ اکبر مراد ہے۔[1]

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ لِتُكْمِلُوا وَغَيْرَهُمَا کا عطف علت مقدرہ پر ہو۔

(۳) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وَلِتُكْمِلُوا وَغَيْرَهُمَا میں سے ہر ایک اپنے افعال محذوف کی علت ہو۔اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہو گی:

ہم نے گنتی پوری کرنے کا حکم دیا تا کہ تم اسے پورا کرو۔ہم نے قضاء واجب کی تا کہ تم روزہ قضاء کر کے اللہ کی بڑائی بیان کرو۔اور ہم نے مرض وسفر میں افطار کی رخصت دی تا کہ تم شکریہ ادا کرو۔[2]

(۴)سب کے نزدیک پسندیدہ توجیہ یہ کہ

لِتُكْمِلُوا۔گنتی پوری کرنے کے حکم کی علت ہے۔

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ۔کیفیت قضاء اور فطر سے عہدہ برآ ہونے کی علت ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔رخصت کی علت ہے۔[3]

---

[1] احکام القرآن۔تفسیرات احمدیہ ص۹۹

[2] احکام القرآن۔ملا جیون امبیٹھوی ص۹۹

[3] احکام القرآن۔تفسیر احمدیہ ص۱۰۰

دُعاء

وَاِذَا	سَاَلَكَ	عِبَادِیْ	عَنِّیْ	فَاِنِّیْ
اور جب	پوچھیں تجھ سے	میرے بندے	میری بابت	تو یقیناً میں

قَرِیْبٌ	اُجِیْبُ	دَعْوَةَ الدَّاعِ
پاس ہی ہوں	قبول کرتا ہوں	دعا کرنے والے کی دعا کو

اِذَا دَعَانِ	فَلْیَسْتَجِیْبُوْا
جب مجھ سے دعا کرتا ہے	پس چاہیے کہ وہ بھی مانیں حکم میرا

وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ	لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ
اور ایمان لائیں مجھ پر	تاکہ وہ ہدایت پائیں

عبدالوحید الحنفی

مسئلہ اَجَابَةَ الدُّعَآءِ (دعا کا قبول ہونا)

(۱) روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا پروردگار قریب ہے کہ ہم اسے آہستہ پکاریں یا دور ہے کہ ہم بلند آواز سے پکاریں تو یہ آیت نازل ہوئی:

یعنی اے محمد ﷺ جب تجھ سے میرے بندے اس بارے میں سوال کریں کہ وہ مجھ سے دعاء کریں تو میں سُنتا اور قبول کرتا ہوں یا نہیں۔ تو انہیں بتادو کہ وہ مجھ سے یہ دعا کیا کریں: میں قریب ہوں اور دعا

قبول کرنے والا ہوں۔

(۲)زاہدی میں ہے کہ یہ نہیں فرمایاقُلْ لَهٗ فَاِنِّیْ قَرِیْب۔(کہ ان کو کہو کہ یقیناً میں پاس ہی ہوں)

یہ بتلانے کے لیے کہ اگر کوئی بندہ میرے سوا کسی اور چیز کے بارے میں تجھ سے دریافت کرے تو جواب دینے پر مامور ہے۔ جیسا کہ فرمایا

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ

ایسی ہی کئی دیگر آیات ہیں۔ اور اگر میرے بارے میں پوچھے تو میں جواب کے ساتھ حاضر ہوں۔

(۳) بسا اوقات ایسی آیات سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جب کوئی بندہ قضائے حاجات یا دفع مصائب کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

لہٰذا دعاؤں میں بڑا اثر ہے۔ لیکن اہل بدعت و ضلالت معتزلہ اس کی نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعا یا تو تقدیر کے موافق ہو گی یا نہ ہو گی۔ اگر دعا تقدیر کے موافق نہ ہو تو باطل ہو گی۔ کیوں کہ جو کچھ ہونا تھا اُسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے اور پہلا قول جو لکھا جا چکا ہے تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اور پہلی قطعیت سے کام کو تقدیر یا دعا میں سے کسی ایک کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔

ہم کہتے ہیں کہ تقدیر دو قسم کی ہے۔

(۱) مبرم۔ اور یہ ہر گز تبدیل نہیں ہوتی۔

(۲) موقت۔ یہ اس بات سے متعلق ہے کہ مثلاً اگر بندہ دعا کرے گا تو شفایاب ہو گا ورنہ مر جائے گا۔

دعا کی دو شرطیں

لہٰذا دعا کا اثر ہے۔ کیوں کہ شفا کو دعا سے معلق کیا گیا ہے۔ اگر دعا نہ کرتا تو ہلاک ہو جاتا۔ اسی طرح صدقات اور مردوں کے لیے دعاؤں کا حکم ہے۔ یہ ایک باریک نکتہ ہے۔ جسے عوام میں سے ہر ایک معلوم نہیں کر سکتا۔

(۴) آیت مذکورہ میں "اِذَا دَعَانِ" فرمایا۔ اگرچہ اس کی حاجت نہیں تھی لیکن اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جب دعا کی جاتی ہے تو جلدی قبول ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ دعاؤں کے قبول ہونے میں تاخیر ہوتی رہتی ہے، بلکہ اکثر دعائیں تو سرے سے قبول ہی نہیں ہوتیں۔ جیسے کافر کی دعا اور کچھ مومنین کی دعائیں تو یہ کیسے ٹھیک ہے کہ لوگوں کی تمام دعائیں فوراً قبول ہوتی ہیں۔

(۵) نیز دَعْوَةَ الدَّاعِ (دعا کرنے والے کی دعا کو) اسم جنس ہے۔ یہاں اس کا فرد حقیقی مراد نہیں۔ کیوں کہ مقام کا اقتضاء نہیں۔ اسی طرح فرد حکمی (جمیع افراد) بھی مراد نہیں۔

کیوں کہ یہ خلاف واقع ہے۔ اسی طرح ان دونوں حدوں کے درمیان اقدار متخللہ میں سے بھی کوئی قدر مراد نہیں کیوں کہ اسم جنس میں اس کا احتمال نہیں۔

جواباً کہا جاتا ہے کہ اجابت دعوت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب میں کہے لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ۔

یہ بات ہر مومن کی دعا میں موجود ہے۔ اجابت دعوت سے یہ مراد نہیں کہ بندے کی آرزو پوری کر دی جاتی ہے اور اس کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ باتیں آیت میں مذکور نہیں۔[1]

(۶) کیا دیکھتے نہیں کہ عُشاق جو نہ دین کے طالب ہوتے ہیں نہ دنیا کے۔ ہر وقت مسلسل بلا انقطاع و امتناع ہر وقت اللہ کو پکارتے رہتے ہیں۔ اور اس کے سوا کسی چیز کے طالب نہیں ہوتے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اجابت دعوت میں تاخیر ہوتی ہے۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ بندے سے محبت رکھتا ہے اور اس کی مراد پوری کرنے میں تاخیر کرتا ہے۔ تا کہ وہ اسے پکارے اور اللہ اس کی آواز سُنتا رہے۔

جیسا کہ یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رب

1 احکام القرآن ص ۱۰۱۔ مؤلفہ علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

العزت کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا۔ اے میرے رب میں نے تجھ سے کتنی دعائیں کیں اور تو نے میری دعا قبول نہیں کی۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ تیری آواز سُنتا رہوں اور کبھی تاخیر اجابت کا سبب شرائط اجابت کا فقدان ہوتا ہے۔ شرائط اجابت۔ اکل حلال، صدق مقال وغیرہ ہیں جو کتب اخبار میں مذکور ہیں۔

(۷) یا یہ کہ اجابت دُعا فضل ہے۔ اور فضل مشیت سے مقید ہے۔

کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

(۸) یہ کہ بندہ اس چیز کی دعا کرتا ہے جو اس کے لیے بہتر ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کی خیریت اللہ کے نزدیک دعا قبول نہ کرنے میں ہو۔

(۹) یا یہ کہ اجابت دعا کبھی تو بعینہٖ اسی دعا کے قبول ہونے سے ہوتی ہے۔ اور کبھی دنیا میں دعا کے عوض اس سے کوئی مصیبت دور کر دی جاتی ہے۔

(۹) اور کبھی دعا کے عوض آخرت میں اس کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

(۱۰) یا یہ کہ کلمہ اِذَا احتمال کے لیے ہے جو جزئیت کو لازم نہیں۔

(۱۱) کافر کی دعا کے بارے اختلاف ہے کہ قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ بعض کے خیال میں قبول ہوتی ہے۔ کیوں کہ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (دعا

کرنے والی کے دعا کو جب تجھ سے دعا کرتا ہے) مطلق ہے۔ دعا کرنے والا مسلم ہو یا کافر عام ہے۔ نیز یہ کہ ابلیس نے اللہ سے دعا کی۔

رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔

یعنی میری عمر روز قیامت تک بڑھا دے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْم۔

تو وقت معلوم (نفخۂ اولیٰ) تک ان میں سے ہے۔ جنہیں مہلت دی گئی ہے۔

اور یہی اجابت ہے۔ اور بعض کا فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

(۱۲) اور بعض کے نزدیک کافر کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور صحیح یہی ہے۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَمَا دُعَاءَ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِی ضَلَالٍ۔

کافروں کی دعا رائیگاں جاتی ہے۔

(۱۳) سیاق و سباق کے پیش نظر دَعْوَةَ الدَّاعِ مطلق نہیں اور ابلیس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔

کیوں کہ اس نے نفخۂ بعث تک زندگی طلب کی تھی۔ تا کہ شدت موت سے بچ جائے۔ اور شدت عذاب کا ذائقہ نہ چکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا رد کر دی۔ اور فرمایا نہیں۔ بلکہ تجھے وقت معلوم یعنی نفخۂ اُولیٰ

تک مہلت ہے جسے نفخۂ فزع بھی کہتے ہیں۔

وہ بات جو تو طلب کرتا ہے نہیں مل سکتی۔ لہٰذا وہ چالیس (۴۰) سال تک مردہ رہے گا۔ یہ سب کچھ کتب کلام۔ کتب تفاسیر میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون متعدد آیات میں ذکر کیا ہے۔ لیکن ہم صرف اسی آیت پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱۴) اس آیت کے یہاں مسائل صیام کے درمیان ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا، گنتی کا لحاظ رکھنے اور وظائف شکر بجالانے پر آمادہ کیا۔ تو اس کے بعد یہ تاکیداً آیت لائے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ان کے احوال سے باخبر ہے۔ ان کی باتیں سُننے والا ہے۔ ان کی دعا قبول کرنے والا ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

روزوں کی راتوں میں ازدواجی تعلقات

اُحِلَّ لَكُمْ	لَيْلَةَ الصِّيَامِ	الرَّفَثُ
حلال کر دیا گیا واسطے تمہارے	رات میں روزوں کے	پاس جانا

اِلٰى نِسَآئِكُمْ	هُنَّ	لِبَاسٌ لَّكُمْ	وَ	اَنْتُمْ
طرف بیویوں اپنی کے	وہ	وہ لباس ہیں واسطے تمہارے	اور	تم

لِبَاسٌ	لَّهُنَّ	عَلِمَ اللّٰهُ	اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
لباس ہو	واسطے ان کے	جان لیا اللہ نے	یہ کہ تم لوگ

تَخْتَانُوْنَ	اَنْفُسَكُمْ	فَتَابَ عَلَيْكُمْ
دل میں خیانت کا ارادہ کرتے تھے	اپنے حق میں	پس معاف کیا تم کو

وَعَفَا عَنْكُمْ	فَالْئٰنَ	بَاشِرُوْهُنَّ
اور درگذر کی تم سے	پس اب	ہمبستری کر لیا کرو ان سے

وَابْتَغُوْا	مَا	كَتَبَ	اللّٰهُ	لَكُمْ
اور طلب کرو تم	جو کچھ	لکھ دیا ہے	اللہ نے	واسطے تمہارے

وَكُلُوْا	وَاشْرَبُوْا	حَتّٰى يَتَبَيَّنَ	لَكُمُ
اور کھاؤ	اور پیو	یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے	تمہارے لیے

الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ	مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ	مِنَ الْفَجْرِ
سفید دھاری	کالی دھاری سے	فجر کی

ثُمَّ	اَتِمُّوا	الصِّيَامَ	اِلَى الَّيْلِ
پھر	پورا کرو تم	روزے کو	رات تک

اسلامی شریعت کے احکام آہستہ آہستہ نازل ہوئے۔ اہلِ کتاب (یہود) کی طرح مسلمان بھی روزوں کے ایّام میں رات کے وقت سونے کے بعد بیویوں سے صحبت سے باز رہتے تھے۔ اسی آیت کے ذریعہ اس

میں نرمی کی گئی اور رات کے وقت مباشرت کی اجازت دے دی گئی۔

(۲) الرَّفَثُ (بے حجاب ہونا) رفث کے معنی ہیں ایسا کلام جو جنسی جذبے اور نفسانی خواہشات کو اُکسائے۔ یہاں مراد ہے خواہشات کو پورا کرنا۔

(۳) روزوں کے علاوہ میاں بیوی پر دن رات کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن روزے میں دن کے وقت منع فرمادیا۔

اگر کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ مسلسل ساٹھ روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

لِبَاسٌ: میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرما کر اس قریبی رشتہ کو ظاہر کیا ہے۔ جو انہیں اللہ کی اجازت سے ایک دوسرے سے حاصل ہے۔ یہ لباس کی تشبیہ کئی صورتوں میں موجود ہے۔

غور کیجیے کہ ایک لفظ لباس سے کئی باتیں سمجھا دی ہیں۔ یہاں میاں بیوی دونوں پر لازم ہے وہ واقعی ایک دوسرے کا لباس یعنی رازدار، امین، پردہ پوش، سکونِ قلب کا سامان اور ایک دوسرے کی راحت کا موجب ثابت ہوں۔

علامہ راغب اصفہانی نے اختیان کے معنٰی کیے ہیں۔ خیانت کا ارادہ کرنا۔ اس رو سے معنٰی ہوں گے کہ تم دل میں خیانت کا ارادہ کرتے تھے۔

بَاشِرُوْهُنَّ (اپنی عورتوں سے ملو) اسی مادہ سے ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں عورت سے صحبت کرنا۔

اس اجازت میں اللہ نے بات صاف کر دی۔ اور رات کے وقت کھانے پینے کی طرح مباشرت کی بھی صاف اجازت عطا فرمادی۔

اِبْتِغَاء کے معنی ہیں: "کسی چیز کے طلب کرنے کے" اور "حاصل کرنے کی کوشش کرنا"۔

مَا كَتَبَ اللهُ۔ جو اللہ نے لکھ دیا ہے۔ اس سے مراد اولاد اور نسل ہے، جو مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

اسلام نے اس عمل سے اصلی اور بڑا مقصد حصول اولاد اور افزائش نسل رکھا ہے۔

قرآن مجید کی اس ہدایت سے واضح ہو گیا کہ منعِ حمل اور ضبطِ تولید وغیرہ سب غلط اور ناجائز راستے ہیں۔

مباشرت کا جو نتیجہ قدرتی طور پر نکلتا ہے اس کی امید رکھنی چاہیے۔

روزہ کے اوقات افطار و سحر

(۱) وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا۔ (اور کھاؤ اور پیو)

کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت صرمہ بن انس عنوی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

وہ ایک فقیر شخص تھے، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ دن کو

محنت مزدوری کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتے۔ رمضان المبارک کے ایک دن کا واقعہ ہے کہ وہ شام کو تھکے ہوئے تھے۔ کام سے آئے، آرام کے لیے لیٹے اور سو گئے۔ کھانا نہ کھا سکے اور اس کے باوجود اگلے دن روزہ رکھ لیا۔

نبی ﷺ نے دیکھا کہ ان کا چہرہ متغیر ہے اور وہ بہت نحیف نظر آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے حال پوچھا تو انہوں نے وضاحت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لہٰذا کھانا پینا ان کی وجہ سے مباح ہوا۔ جیسے مباشرت کسی کے دل میں خیال کے ارادہ اور ان کی توبہ کی برکت سے مباح ہوئی۔

(۲) الفجر: مراد صبح کاذب نہیں بلکہ وہ نور کا ظاہر ہونا ہے جو صبح کاذب کے کچھ دیر بعد ہوتا ہے۔ جب روشنی مشرق اور مغرب کی جانب پھیلنے لگتی ہے، اس کو صبح صادق کہتے ہیں۔

صبح صادق تک سحری کا وقت رہتا ہے

رات کی سیاہی کو سیاہ دھاگے سے تشبیہ دی ہے اور روشنی کو سفید دھاگے سے۔ پھر لفظ فجر سے اس کی وضاحت کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ جب خَیْطُ اَبْیَضَ کے بیان میں مِنَ الْفَجْرِ کے الفاظ نازل ہوئے تو معلوم ہوا کہ خَیْطَ اَبْیَضُ سے مراد اسفار و نور اور خَیْطِ اَسْوَدُ سے مراد

رات کی سیاہی ہے۔[1]

مِنَ الْفَجْرِ: فجر سے۔ یہ ایک اور رعایت اور سہولت دے دی گئی کہ جب تک رات کی دھاری صبح کی دھاری سے جدا نہ ہو جائے۔ کھانے پینے کی عام اجازت ہے۔ اور پھر سحری ختم ہونے کے بعد سارا دن روزہ رکھنا ہے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور تاریکی پھیلنی شروع ہو جائے۔

اسلام اعتدال کی راہ سکھاتا ہے۔ شریعت نے جو طریقہ مقرر کیا ہے ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ جو رعایات دی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

اِلَى الَّيْلِ: رات تک۔ عربی میں رات کا آغاز دن کے خاتمہ اور سورج کے غروب ہو جانے کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔ چناں چہ اسلامی کیلنڈر (قمری سنہ) کی تاریخ غروب آفتاب کے فوراً بعد شروع ہو جاتی ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ جونہی رات داخل ہونے لگے روزہ افطار کر دو۔ اس حکم سے پہلے مسلمان روزہ افطار کرنے کے بعد جب سو جاتے تھے تو پھر اگلی شام تک کچھ نہ کھاتے۔ اس آیت میں یہ اجازت دے دی کہ روزہ افطار کرنے کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک کھاؤ اور پیو اور عورتوں سے صحبت بھی کر سکتے ہو۔

---

[1] احکام القرآن۔ جلد اوّل ص ۱۰۵۔ از علامہ جیون

اعتکاف کے احکامات

وَ	لَا	تُبَاشِرُوْ	هُنَّ	وَاَنْتُمْ
اور	مت	ہمبستری کرو تم	اُن عورتوں سے	ایسی حالت میں کہ تم

عٰكِفُوْنَ	فِي الْمَسٰجِدِ	تِلْكَ	حُدُوْدُ اللّٰهِ
اعتکاف میں بیٹھے ہو	مسجد میں	یہ	حدیں ہیں اللہ کی

فَلَا	تَقْرَبُوْهَا	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ اللّٰهُ
پس مت	قریب جاؤ تم ان کے	اس طرح	بیان کرتا ہے اللہ

اٰيٰتِهٖ	لِلنَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ[1] ﴿۱۸۷﴾
اپنی آیات کو	لوگوں کے لیے	تاکہ وہ	پرہیز گار بنیں

اعتکاف کے لغوی معنٰی ہیں اپنے آپ کو کسی شے سے روک کر رکھنا یا اُسے اپنے آپ پر لازم کر لینا۔

اصطلاح میں اس سے مراد ہے مسجد میں بیٹھ کر اپنے آپ کو عبادت کے لیے وقف کرنا۔

(۲) روزوں کے سلسلہ میں ایک اور حکم یہ دیا ہے کہ جب تم اعتکاف کر رہے ہو تو عورتوں کے پاس مباشرت کے لیے مت جاؤ۔ یعنی صحبت کے علاوہ بوس و کنار بھی نہ کرو۔

---

1 پ ۲۔ رکوع ۷ سورہ بقرہ آیت ۱۸۷

(۳) **اعتکاف کی مدت** اعتکاف کے لیے مدت کم سے کم ایک دن ہے۔
یعنی ایک دن کا اعتکاف کرنا ہو تو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور اگلے دن سورج غروب ہونے تک معتکف رہے۔

سنت اعتکاف رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن سورج ڈوبنے سے ذرا پہلے مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور رمضان کی ۲۹ یا تیس تاریخ یعنی جس رات عید کا چاند نظر آ جائے، اس دن کے سورج غروب ہونے کے بعد اعتکاف ختم کرے۔ اور عورت اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کے لیے جگہ مقرر کر رکھی ہو اُس جگہ بیٹھے اور جب عید کا چاند نظر آ جائے تو اعتکاف مکمل ہو جائے گا۔

دوران اعتکاف گفتگو جائز ہے بشرطیکہ مسجد کے احترام اور اعتکاف کے آداب کے خلاف نہ ہو۔

اعتکاف سنت کفایہ ہے یعنی ایسی سنت ہے کہ محلہ کا ایک آدمی بھی اعتکاف کر لے تو سب کی طرف سے ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔

حدود اللہ

عورت گھر میں اعتکاف کرے

جب مردوں کے اعتکاف کے بعد فِي الْمَسَاجِدِ مذکور ہے تو عورت کا اعتکاف اپنے حال پر یعنی گھر میں ہو گا۔

عورت کہاں اعتکاف کرے

جواب اپنے گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے، اعتکاف کی نیت کر کے اسی جگہ ہر وقت رہا کرے۔

(۲) پاخانہ پیشاب کے علاوہ کسی اور کام کے لیے اس جگہ سے اٹھ کر مکان کے صحن یا کسی دوسرے حصہ میں نہ جائے۔

(۳) اگر گھر میں نماز کی کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے ایسی جگہ بنالے اور پھر اس جگہ اعتکاف کرے۔

(۴) اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کے لیے بھی نہ اٹھے۔ ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سوئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ رہے۔ قرآن مجید پڑھتی رہے۔ نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے۔

(۵) اور اگر حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست نہیں۔

مرد مسجد میں اعتکاف کرے

قول باری تعالیٰ۔ فِي الْمَسَاجِدُ محل اعتکاف کے بیان کے لیے ہے۔ پس مسجد کے علاوہ کہیں بھی اعتکاف جائز نہ ہو گا۔ ہر اعتکاف میں مباشرت ممنوع ہے، مباشرت سے ممنوع ہر اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ (۱) اعتکاف کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: (۱) مسجد جماعت میں ٹھہرنا (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا۔

اعتکاف کی تین قسمیں

(۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ (۳) مستحب

واجب وہ اعتکاف ہے کہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔ اعتکاف واجب کے لیے روزہ رکھنا بھی شرط ہے۔

(۲) سنت مؤکدہ اعتکاف وہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی کریم ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیثِ صحیحہ میں منقول ہے۔ مگر یہ سنت مؤکدہ بعضوں کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ مسئلہ اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے۔

(۳) **مستحب اعتکاف** اور مستحب ہے اس عشرۂ رمضان کے اخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ رمضان کا پہلا عشرہ ہو، دوسرا عشرہ ہو یا کوئی اور مہینہ ہو۔

مسئلہ: اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے۔ اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔

مسئلہ: اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں۔ ایک منٹ بلکہ

اس سے کم بھی ہو سکتا ہے۔[1]

اعتکاف میں جو باتیں جائز ہیں

(۱) پائخانہ، پیشاب کے لیے نکلنا۔

(۲) غسل فرض کے لیے نکلنا۔

(۳) جمعہ کی نماز کے لیے زوال کے وقت یا اتنی دیر پہلے نکلنا کہ جامع مسجد میں پہنچ کر خطبہ سے پہلے چار سنتیں پڑھ سکے۔

(۴) اذان کہنے کے لیے اگر اذان کی جگہ خارج مسجد ہو، جانا۔

(۵) اپنے مکان تک خواہ کتنی دور ہو پائخانہ پیشاب کے لیے جا سکتا ہے۔ ہاں اگر اس کے مکان دو ہیں تو جو مکان اعتکاف کی جگہ سے قریب ہے تو قضائے حاجب وہاں کرنا ضروری ہے۔

(۶) نماز جنازہ کے لیے معتکف نے اگر پہلے نکلنے کی نیت کرلی تھی کہ نماز جنازہ کے لیے جاؤں گا تو جائز ہے۔ اگر پہلے نیت نہیں کی تھی تو جائز نہیں۔

(۷) کھانا کھانے کے لیے نکلنا جب کہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ یہ طبعی ضرورت ہے، اور شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز۔ جس ضرورت کے لیے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے۔

(۸) اگر جمعے کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہاں ہی

---

1 بہشتی زیور حصہ ۱۱، اعتکاف کے مسائل

ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف پورا کرے تب بھی جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔

(۹) بھولے سے بھی اپنی اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔[1]

صفات مومن

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىِٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىِٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴿۳۵﴾

یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والیاں۔ سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں۔ عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں۔ اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں اور نگہبانی کرنے والے اپنی شرمگاہوں کی اور نگہبانی کرنے والیاں یاد کرنے والے اللہ کو بہت اور یاد کرنے والیاں تیار کی ہے اللہ نے واسطے

---

1 تلخیص بہشتی زیور حصہ ۱۱ بہشتی گوہر۔ از مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے بخشش اور ثواب بڑا۔[1]

دعاء: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کو شریعت و سنت پر آخری سانس تک عمل کی توفیق نصیب کریں۔

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الکَرِیم صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ وَسَلمۡ۔

وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَ الصَّلٰوۃ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَ سَرۡمَدًا

خادم اہلسنّت

عبدالوحید الحنفی چکوال

۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ ۱۹ مارچ ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

خادم اہلسنّت
حافظ
عبدالوحید
الحنفی

---

[1] پ۲۲۔الاحزاب ۳۵۔

صداقت اہلسنّت والجماعت پر
محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات

ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ
کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وِزِٹ کریں:
www.alhanfi.com